السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب ''مختصر احکام الجنائز'' (مترجم: شبیر بن نور، نظرثانی سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ) کے ص: ۱۲۶، پر حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کرتے ہیں کہ خیبر کے دن ایک صحابی وفات پاگیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

'صَلُّوا عَلٰی صَاحِبِکُمْ' یہ سن کر لوگوں کے چہرے اتر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'اِنَّ صَاحِبَکُمْ غَلَّ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ' جب اس کے سامان کی تلاشی لی گئی تو اس کے سامان سے ایک موتی نکلا جس کی قیمت دو درہم تھی۔ (موطا امام مالک، کتاب الجہاد، باب ما جاء فی الغلول، ص: ۲۷۰۔) (سنن نسائی: کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی من غسل، ج: ۱، ص: ۲۷۸'

اس حدیث سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اس حکم سے دو طرح کے آدمی مستثنیٰ ہیں۔ ان کی نمازِ جنازہ ادا کرنا فرض نہیں۔

1... (نابالغ بچہ: اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کی جب کہ ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔ (سنن ابوداوٗد، کتاب الجنائز باب فی الصلوۃ علی الطفل، ج: ۲، ص: ۴۵۴

ابراہیم بن محمد ﷺ نے کون سی خیانت کی تھی جس بناء پر جنازہ نہ پڑھایا گیا۔ حالانکہ اس حدیث کے ذیل میں حضرت وائل بن داوٗد کی روایت میں ہے کہ

(لَمَّا مَاتَ اِبْرٰہِیْمُ بْنُ النَّبِیِّ صَلّٰی عَلَیہِ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فِی المَقَاعِدِ۔ الحدیثِ' (سنن ابوداوٗد، کتاب الجنائز باب فی الصلوۃ علی الطفل، ج: ۲، ص: ۴۵۴'

2... سنن ابن ماجہ میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا:

(اِنَّ لَہٗ مُرضِعًا فِی الجَنَّۃِ وَلَو عَاشَ لَکَانَ صِدِّیقًا نَبِیًّا' (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللّٰہ ﷺ وذکر وفاتہ، ص: ۱۰۸'

پھر ص: ۱۲۷، پر ارقام فرماتے ہیں کہ حسب ذیل افراد کی نمازِ جنازہ ادا کرنا شرعاً ثابت ہے۔

بچہ اگرچہ اس کی ناتمام ولادت ہوئی ہو اس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی۔

(سنن ابوداوٗد کتاب الجنائز، باب المشی امام الجنازۃ، ج: ۲، ص: ۴۵۳)۔ (وسنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی الطفل، ص: ۱۰۸)

ناتمام وہ بچہ ہے جس کے چار ماہ مکمل ہو چکے ہوں اور اس میں روح پھونکی گئی ہو پھر وفات پائے۔ پھر اس کی وضاحت اور تائید کے لیے تخلیق انسانی کے مدارج کی حدیث (کہ انسان اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفے کی شکل میں رہتا ہے، پھر اتنے ہی دن لوتھڑے کی شکل میں، پھر اتنے ہی دن بوٹی کی طرح رہتا ہے، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔) الحدیث

(ارقام فرماتے ہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب القدر، ج: ۲، ص: ۹۷۵۔) (صحیح مسلم، کتاب القدر، ج: ۲، ص: ۳۳۲

حالاں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اِذَا اسْتَہَلَّ الصَّبِیُّ صُلِّیَ عَلَیہِ' (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصلوۃ علی الطفل، رقم: ۱۵۰۸'

اور سنن الترمذی میں بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اَلطِّفلُ لَا یُصَلّٰی عَلَیہِ وَلَا یَرِثُ وَلَا یُورَثُ حَتّٰی یَستَہِلَّ (سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ترک الصلوۃ علی الطفل حتی یستہل، رقم: ۱۰۳۲'

اور صحیح بخاری میں ہے:

(اِذَا استَہَلَّ صَارِخًا صُلِّیَ عَلَیہِ وَلَا یُصَلّٰی عَلٰی مَن لَا یَستَہِلُّ مِن اَجلِ اَنَّہٗ سِقطًا' (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی، رقم: ۱۳۵۸'

ان ہر دو مسائل میں تعارض ہے اقرب الی الصواب کون سی صورت ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمدللہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہوکہ علامہ البانی کا مقصود محض نمازِجنازہ کے حکم سے استثناء ہے، نہ کہ ان کی طرف کسی خیانت کی نسبت ہے۔ حاشا وکلا نہیں۔

اورجن روایات میں یہ ہے، کہ آپ نےاپنے صاحبزادے ابراہیم کی نمازِجنازہ پڑھی ہے، ان میں کلام ہے یہ مقال سے خالی نہیں۔ نبی ﷺ کا اس کا جنازہ نہ پڑھنا محض جواز بیان کرنے کےلیے تھا، ورنہ آپ سےبچے کی نمازِجنازہ پڑھنا بحق ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(أُتِیَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِصَبِیٍّ مِن صِبیَانِ الاَنصَارِ، فَصُلِّیَ عَلَیهِ ...' (صحیح مسلم، بَابُ مَعْنَی كُلِّ مَوْلُودٍ یُولَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ وَحُكْمِ مَوْتِ ...الخ)، (رقم: ۲۶۶۲، سنن النسائی، الصَّلَاةُ عَلَی الصِّبْیَانِ، رقم: ۱۹۴۷)، (مسند احمد'

پھر وہ بچہ جس کی تخلیق مکمل ہوچکی ہواورماں کے شکم میں وفات پاجائے، اس کی نمازِجنازہ مشروع ہے جیسا کہ علامہ موصوف کا کہنا ہے اور شیخ ابن باز ''فتح الباری'' کے حاشیہ پر رقم طراز ہیں:

اَلقَولُ بِعَدَمِ الصَّلَاةِ عَلَی السقطِ ضَعِیفٌ۔ وَالصَّوَابُ شَرعِیَّةُ الصَّلَاةِ عَلَیهِ اِذَا سَقَطَ بَعدَ نَفخِ الرُّوحِ فِیهِ۔ وَكَانَ مَحكُومًا بِاِسلَامِهِ، لِاَنَّهُ مَیِّتٌ مُسلِمٌ فَشُرِعَتِ الصَّلَاةُ عَلَیهِ، كَسَائِرِ مَوتَی المُسلِمِینَ، وَلِمَا رَوَی اَحمَدُ، وابوداود، والترمذی والنسائی، عن المغیرة (بن شعبة اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: وَالسَّقطُ یُصَلَّی عَلَیهِ، وَیُدعٰی لِوَالِدَیهِ بِالمَغفِرَةِ، وَالرَّحمَةِ (واسناده حسن) (واللہ اعلم)' (۲۰۱/۳)

: اس کے مقابلہ میں جابر کی روایت ضعیف ہے۔ ملاحظہ ہو! ''نصب الرایہ'' (۲۷۷/۲)، ''تلخیص'' (۱۴۶/۵، ۴۷)، ''المجموع'' (۲۵۵/۵) اور علامہ کی کتاب ''نقد التاج الجامع'' (رقم: ۲۹۳) فرمایا

وَاِنَّمَا صَحِیحٌ الحَدِیثِ بِدُونِ ذِكرِ الصَّلَاةِ فِیهِ' جیسا کہ موصوف نے ''اِرواء الغلیل'' (۱۷۰۴) میں اس امر کی تحقیق کی ہے۔

اور ''سنن ترمذی'' کی حدیث کی وضاحت کےلیے ملاحظہ ہو! إرواء الغلیل (۱۴۸/۶) اوراخیر میں بخاری کے حوالہ سے جو عبارت نقل کی ہے، یہ زہری کا قول ہے۔ مرفوع روایت نہیں۔ یہاں محقق قول وہی ہے، جوپہلے گزرچکا۔ لہٰذا مرویات میں کوئی تعارض نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 873

محدث فتویٰ